لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ.
وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهِ عَلِيمٌ (سورۃ آل عمران: 92)

زکوٰۃ وصدقات کے مسائل

ڈاکٹر مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی
Dr. Mohammad Najeeb Qasmi
www.najeebqasmi.com

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

تم نیکی کے مقام تک اس وقت تک ہرگز نہیں پہنچو گے جب تک ان چیزوں میں سے (اللہ کے لیے) خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہیں۔ (سورۃ آل عمران ۹۲)

زکوٰۃ وصدقات کے مسائل

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

www.najeebqasmi.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

Zakat - O - Sadaqaat Ke Masail

By Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

نام کتاب: زکوۃ وصدقات کے مسائل

مصنف: ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

پہلا ایڈیشن (تعداد اشاعت ۱۱۰۰): مئی ۲۰۱۳ء

دوسرا ایڈیشن (تعداد اشاعت ۱۱۰۰): مارچ ۲۰۱۶ء

www.najeebqasmi.com

najeebqasmi@gmail.com

-
-
-

Publisher ناشر

فریڈم فائٹر مولانا اسماعیل سنبھلی ویلفیئر سوسائٹی، دیپا سرائے، سنبھل، یوپی، ہندوستان

Freedom Fighter Molana Ismail Sambhali Welfare Society,
Deepa Sarai, Sambhal U.P. Pin Code: 244302

کتاب مفت ملنے کا پتہ

ڈاکٹر محمد مجیب، دیپا سرائے، سنبھل، مراد آباد، یوپی، 244302

فہرست

#	عنوان	صفحہ
۱	پیش لفظ: محمد نجیب قاسمی سنبھلی	۵
۲	تقریظ: حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب۔ مہتمم دارالعلوم دیوبند	۷
۳	تقریظ: حضرت مولانا اسرارالحق قاسمی صاحب ۔ممبر آف پارلیمنٹ، ہند	۸
۴	تقریظ: پروفیسر اخترالواسع صاحب۔لسانیات کے کمشنر، وزارت اقلیتی بہبود	۹
۵	زکوۃ کے مسائل	۱۰
۶	زکوۃ نہ نکالنے پر وعید	۱۱
۷	زکوۃ کے فوائد	۱۲
۸	زکوۃ کس پر فرض ہے	۱۳
۹	زکوۃ کا نصاب	۱۳
۱۰	زکوۃ کتنی ادا کرنی ہے	۱۳
۱۱	سامان تجارت میں کیا کیا داخل ہے	۱۳
۱۲	کس دن کی مالیت معتبر ہوگی؟	۱۴
۱۳	ہر ہر روپے پر سال کا گزرنا ضروری نہیں	۱۴
۱۴	زکوۃ اور رمضان	۱۵
۱۵	مستحقین زکوۃ یعنی زکوۃ کس کو ادا کریں؟	۱۵
۱۶	جن لوگوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے	۱۶
۱۷	زکوۃ سے متعلق چند متفرق مسائل	۱۶
۱۸	سونے یا چاندی کے زیورات پر زکوۃ	۱۸

۱۹	زمین کی پیداوار میں زکوٰۃ یعنی عُشُر	۲۵
۲۰	عُشُر کے معنی	۲۸
۲۱	نصاب عشر	۲۹
۲۲	عُشُر اور زکوٰۃ میں فرق	۲۹
۲۳	بٹائی کی زمین کا عشر اور کٹائی کا خرچ اور عشر	۳۰
۲۴	متفرق مسائل	۳۰
۲۵	قرض حسن اور انفاق فی سبیل اللہ کا بہترین بدلہ	۳۲
۲۶	قرض حسن سے متعلق ۶ آیات قرآنیہ	۳۳
۲۷	قرض حسن سے کیا مراد ہے؟	۳۴
۲۸	اللہ نے بندوں کی ضرورت میں خرچ کرنے کو قرض حسن سے کیوں تعبیر کیا؟	۳۵
۲۹	حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۳۶
۳۰	قرآن کریم میں قرض حسن کے مختلف بدلے	۳۷
۳۱	اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والوں کی مثالیں	۳۷
۳۲	قرض حسن اور انفاق فی سبیل اللہ کس کو دیں؟	۳۸
۳۳	قرض حسن اور انفاق فی سبیل اللہ میں پسندیدہ چیزیں خرچ کریں	۳۹
۳۴	اللہ کے راستے میں اعلانیہ بھی قرض حسن اور صدقات دیے جاسکتے ہیں	۴۱
۳۵	قرض حسن یا انفاق فی سبیل اللہ کو ضائع کرنے والے اسباب	۴۳
۳۶	تنگ دستی اور حاجت کے وقت میں بھی اللہ کی راہ میں خرچ کریں	۴۴
۳۷	قرض حسن یا انفاق فی سبیل اللہ سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی ہے	۴۵
۳۸	انفاق فی سبیل اللہ کے فضائل	۴۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن، وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْن.

پیش لفظ

حضور اکرم ﷺ نہ صرف خاتم النبیین ہیں بلکہ آپ ﷺ کی رسالت عالمی بھی ہے، یعنی آپ ﷺ صرف قبیلہ قریش یا عربوں کے لئے نہیں، بلکہ پوری انسانیت کے لئے، اسی طرح صرف اُس زمانہ کے لئے نہیں جس میں آپ ﷺ پیدا ہوئے بلکہ قیامت تک آنے والے تمام انس وجن کے لئے نبی ورسول بنا کر بھیجے گئے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں امت مسلمہ خاص کر علماء دین کی ذمہ داری ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد دین اسلام کی حفاظت کرکے قرآن وحدیث کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچائیں۔ چنانچہ علماء کرام نے اپنے اپنے زمانہ میں رائج جائز طریقوں سے اس اہم ذمہ داری کو بحسن خوبی انجام دیا۔ علماء کرام کی قرآن وحدیث کی بے لوث خدمات کو بھلایا نہیں کیا جاسکتا ہے اور انشاء اللہ ان علمی خدمات سے کل قیامت تک استفادہ کیا جاتا رہے گا۔ عصر حاضر میں نئی ٹکنولوجی (ویب سائٹ، واٹس اپ، موبائل ایپ، فیس بک اور یوٹوب وغیرہ) کو دین اسلام کی خدمت کے لئے علماء کرام نے استعمال کرنا شروع تو کردیا ہے مگر اس میں مزید اور تیزی سے کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

الحمد للہ، بعض احباب کی ٹیکنیکل سپورٹ اور بعض محسنین کے مالی تعاون سے ہم نے بھی دین اسلام کے خدمت کے لئے نئی ٹکنولوجی کے میدان میں گھوڑے دوڑا دئے ہیں تاکہ اس خلا کو ایسی طاقتیں پُر نہ کردیں جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں۔ چنانچہ ۲۰۱۳ میں ویب سائٹ لانچ کی گئی، ۲۰۱۵ میں تین زبانوں میں دنیا کی پہلی موبائل ایپ (Deen-e-Islam) اور پھر احباب کے تقاضہ پر حجاج کرام کے لئے تین زبانوں میں خصوصی ایپ (Hajj-e-Mabroor) لانچ کی گئی۔ ہندوپاک کے متعدد علماء کرام واداروں نے دونوں ایپس کے لئے تاییدی خطوط تحریر فرما کر عوام وخواص سے دونوں ایپس سے استفادہ کرنے کی درخواست کی۔ یہ تاییدی خطوط دونوں ایپس کا حصہ ہیں۔ زمانہ کی رفتار سے چلتے ہوئے قرآن وحدیث کی روشنی میں مختصر دینی پیغام خوبصورت امیج کی شکل میں مختلف

ذرائع سے ہزاروں احباب کو پہنچ رہے ہیں، جو عوام وخواص میں کافی مقبولیت حاصل کئے ہوئے ہیں۔

ان دونوں ایپس (دین اسلام اور حج مبرور) کو تین زبانوں میں لانچ کرنے کے ضمن میں میرے تقریباً ۲۰۰ مضامین کا انگریزی اور ہندی میں مستند ترجمہ کروایا گیا۔ ترجمہ کے ساتھ زبان کے ماہرین سے ایڈیٹنگ بھی کرائی گئی۔ ہندی کے ترجمہ میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ ترجمہ آسان وعام فہم زبان میں ہوتا کہ ہر عام وخاص کے لئے استفادہ کرنا آسان ہو۔

اللہ کے فضل وکرم اور اس کی توفیق سے اب تمام مضامین کے انگریزی اور ہندی ترجمہ کو موضوعات کے اعتبار سے کتابی شکل میں ترتیب دے دیا گیا ہے تاکہ استفادہ عام کیا جاسکے، جس کے ذریعہ ۱۴ کتابیں انگریزی میں اور ۱۴ کتابیں ہندی میں تیار ہوگئی ہیں۔ اردو میں شائع شدہ ۷ کتابوں کے علاوہ ۱۰ مزید کتابیں طباعت کے لئے تیار کردی گئی ہیں۔

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سینکڑوں آیات میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی اپنے ارشادات میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی تاکید اور اس کی اہمیت ذکر فرمائی ہے۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ سے متعلق ضروری مسائل اس کتابچہ (زکوٰۃ وصدقات کے مسائل) میں جمع کردئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ان ساری خدمات کو قبولیت ومقبولیت سے نواز کر مجھے، ایپس کی تائید میں خطوط تحریر کرنے والے علماء کرام، ٹیکنیکل سپورٹ کرنے والے احباب، مالی تعاون پیش کرنے والے محسنین، مترجمین، ایڈیٹنگ کرنے والے حضرات خاصکر جناب عدنان محمود عثمانی صاحب، ڈیزائنر اور کسی بھی نوعیت سے تعاون پیش کرنے والے حضرات کو دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔ آخر میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی دامت برکاتہم، مولانا محمد اسرارالحق قاسمی صاحب (ممبر آف پارلیمینٹ) اور پروفیسر اختر الواسع صاحب (لسانیات کے کمشنر، وزارت اقلیتی بہبود) کا خصوصی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود اپنی تقریظ تحریر فرمائی۔ ڈاکٹر شفاعت اللہ خان صاحب کا بھی مشکور ہوں جن کی کاوشوں سے ہی یہ پروجیکٹ پائے تکمیل کو پہنچا ہے۔

محمد نجیب قاسمی سنبھلی (ریاض) ۵ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ = ۱۴ مارچ ۲۰۱۶ء

(Mufti) Abul Qasim Nomani
Mohtamim (VC) Darul Uloom Deoband

(مفتی) ابو القاسم نعمانی
مہتمم دار العلوم دیوبند، الہند

PIN- 247554 (U.P.) INDIA Tel: 01336-222429, Fax: 01336-222768 E-mail: info@darululoom-deoband.com

Ref. No..........   Date:....................

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

جناب مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی مقیم ریاض (سعودی عرب) نے دینی معلومات اور شرعی احکام کو زیادہ سے زیادہ اہل ایمان تک پہونچانے کے لئے جدید وسائل کا استعمال شروع کرکے، دینی کام کرنے والوں کے لیے ایک اچھی مثال قائم فرمائی ہے۔

چنانچہ سعودی عرب سے شایع ہونے والے اردو اخبار (اردو نیوز) کے دینی کالم (روشنی) میں مختلف عنوانات پر ان کے مضامین مسلسل شایع ہوتے رہتے ہیں۔ اور موبائل ایپ اور ویب سائٹ کے ذریعہ بھی وہ اپنا دینی پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہونچا رہے ہیں۔ ایک اچھا کام یہ ہوا ہے کہ زمانہ کی ضرورت کے تحت مولانا نے اپنے اہم اور منتخب مضامین کے ہندی اور انگریزی میں ترجمے کرادیئے ہیں، جو الیکٹرونک بک کی شکل میں جلد ہی لانچ ہونے والے ہیں۔

اور امید ہے کہ مستقبل میں یہ پرنٹ بک کی شکل میں بھی دستیاب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ مولانا قاسمی کے علوم میں برکت عطا فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ مزید علمی افادات کی توفیق بخشے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۱۴۳۷/۶/۳ھ

مولانا محمد اسرار الحق قاسمی
Mohammad Asrarul Haque
Member of Parliament
(Lok Sabha)

15, South Avenue, New Delhi 110011
Ph.: 011-23795046 Telefax: 011-23795314
E-mail: mahaqqasmi@gmail.com

Ref. No. MP/121/[illegible]/2016

Date 15/03/2016

تاثرات

عصرحاضر میں دینی تعلیمات کو جدید آلات ووسائل کے ذریعہ عوام الناس تک پہنچانا وقت کا اہم تقاضہ ہے، اللہ کا شکر ہے کہ بعض دینی، معاشرتی اور اصلاحی فکر رکھنے والے حضرات نے اس سمت میں کام کرنا شروع کردیا ہے، جس کے سبب آج انٹرنیٹ پر دین کے تعلق سے کافی مواد موجود ہے۔ اگر چہ اس میدان میں زیادہ تر مغربی ممالک کے مسلمان سرگرم ہیں لیکن اب ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مشرقی ممالک کے علماء وداعیان اسلام بھی اس طرف متوجہ ہورہے ہیں جن میں عزیزم ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی صاحب کا نام سرفہرست ہے۔ وہ انٹرنیٹ پر بہت سا دینی مواد ڈال چکے ہیں، باضابطہ طور پر ایک اسلامی واصلاحی ویب سائٹ بھی چلاتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی کا قلم رواں دواں ہے۔ وہ اب تک مختلف اہم موضوعات پر سینکڑوں مضامین اور کئی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ان کے مضامین پوری دنیا میں بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ وہ جدید ٹکنالوجی سے بخوبی واقف ہونے کی وجہ سے اپنے مضامین اور کتابوں کو بہت جلد دنیا بھر میں ایسے ایسے لوگوں تک پہنچادیتے ہیں جن تک رسائی آسان کام نہیں ہے۔ موصوف کی شخصیت علوم دینی کے ساتھ علوم عصری سے بھی آراستہ ہے۔ وہ ایک طرف عالم دین ہیں، تو دوسری طرف ڈاکٹر ومحقق بھی اور کئی زبانوں میں مہارت بھی رکھتے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ وہ فعّال ومتحرک نوجوان ہیں۔ جس طرح وہ اردو، ہندی، انگریزی اور عربی میں دینی واصلاحی مضامین اور کتابیں لکھ کر عوام کے سامنے لارہے ہیں، وہ اس کے لئے تحسین اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ان کی شب وروز کی مصروفیات وجدوجہد کو دیکھتے ہوئے ان سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ مستقبل میں بھی اسی مستعدی کے ساتھ مذکورہ تمام کاموں کو جاری رکھیں گے۔ میں دعا گو ہوں کہ باری تعالیٰ ان سے مزید دینی، اصلاحی اور علمی کام لے اور وہ اکابرین کے نقش قدم پر گامزن رہیں۔ آمین!

مخلص

(مولانا) محمد اسرار الحق قاسمی
ایم.پی. لوک سبھا (انڈیا)
وصدر آل انڈیا تعلیمی وملی فاؤنڈیشن، نئی دہلی
Email:asrarulhaqqasmi@gmail.com

प्रो. अख़्तरूल वासे
आयुक्त
PROF. AKHTARUL WASEY
Commissioner

सत्यमेव जयते

भाषाजात अल्पसंख्यकों के आयुक्त
अल्पसंख्यक कार्य मंत्रालय
भारत सरकार
Commissioner for Linguistic Minorities in India
Ministry of Minority Affairs
Government of India

تقریظ

اطلاعاتی انقلاب برپا ہونے کے بعد جس طرح ہرقسم کی معلومات انٹرنیٹ کے ذریعہ آنکھوں کی دو پتلیوں میں سما گئی ہیں۔اس نے ''گاگر میں ساگر'' اور ''کوزے میں دریا'' کے تخیلاتی تصورات کو نہ صرف حقیقت بنا دیا ہے بلکہ ان پر ہمارا انحصار روز بروز ناگزیر ہوتا جارہا ہے۔گوگل (Google) ہو یا وکی پیڈیا (Wikipaedia) یا پھر دوسری سوشل سائٹس انہوں نے ترسیل وابلاغ کو وہ ہمہ جہت رخ اور رفتار کی تیزی عطا کی ہے کہ فراق وفصل کے تمام تصورات بے معنیٰ ہوکر رہ گئے ہیں۔لیکن اس اطلاعاتی انقلاب نے ایک پیچیدہ مسئلہ یہ پیدا کردیا ہے کہ اطلاعات رسائی اور خبروں تک رسائی میں حقائق سے گریز یا ان کو مسخ کرنے کا چلن بھی اس طرح شامل ہوگیا ہے اور اس سچائی کو اسلام اور مسلمانوں سے بہتر کون جانتا ہے۔دوسرا سنگین مسئلہ یہ ہے کہ باخبر ہونے اور معلومات حاصل کرنے کے لئے اب مطالعہ کی عادت لوگوں میں خاصی کم ہوتی جا رہی ہے۔کیونکہ موبائیل کے روپ میں دنیا ان کی مٹھی میں سمائی رہتی ہے اور وہ سب کچھ اسی کے ذریعہ جاننا چاہتے ہیں۔اس چیلینج اور مسئلے کے حل کے لئے ضروری ہے کہ ہم غلط بیانیوں اور حقائق کو دنیا پر آشکار کرنے کے لئے اور اپنے ہم مذہبوں خاص طور پر نئی نسل کو صحیح معلومات فراہم کرنے ،انہیں رہنمائی دینے اور ان کے شعور میں بالیدگی اور پختگی لانے کے لئے اس اطلاعاتی انقلاب کے جتنے بھی وسائل وذرائع ہیں ان کا بھرپور استعمال کریں۔

مجھے خوشی ہے کہ ہمارے ایک موقر اور معتبر عالم حضرت دین مولانا محمد نجیب قاسمی نے جو از ہر ہند دارالعلوم دیوبند کے قابل فخر ابنائے قدیم میں سے ہیں اور عرصہ سے مملکت سعودی عرب کی راجدھانی ریاض میں برسر کار ہیں،انہوں نے اس ضرورت کو بخوبی سمجھا اور دنیا کی پہلی اسلامی موبائیل ایپ ''دین اسلام'' اور ''حج مبرور'' اردو، انگریزی اور ہندی میں تیار کیا تھا اور اب وقت گزرنے کے ساتھ نئے سوالات کی روشنی اور علمی ضرورتوں کے تحت نئے مضامین اور نئے بیانات شامل کر کے ایک دفعہ پھر نئے انداز کے ساتھ پیش کرنے جارہے ہیں۔مزید برآں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر دین کے حوالہ سے دوسو مضامین کے الیکٹرونک ایڈیشن کو بھی منظر عام پر لایا جارہا ہے۔ مجھے وقتاً فوقتاً محترم مولانا محمد نجیب قاسمی صاحب کے مقالے، الیکٹرانک مضامین اور علمی فتوحات سے استفادہ کرنے کا موقعہ ملتا رہا ہے۔ مجھے ان کے متوازن، اعتدال پسند اور عالمانہ اندازِ تحریر نے ہمیشہ متاثر کیا۔ میں مولانا نجیب قاسمی کی خدمت میں ہدیۂ تبریک وتشکر پیش کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کی عمر میں درازی، علم میں اضافہ اور قلم میں مزید پختگی عطا فرمائے۔ کیونکہ:

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

اختر الواسع

(پروفیسر اختر الواسع)
سابق ڈائریکٹر: ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز
سابق صدر: شعبہ اسلامک اسٹڈیز جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
سابق وائس چیرمین: اردو اکادمی، دہلی

14/11, जाम नगर हाउस, शाहजहाँ रोड, नई दिल्ली–110011
14/11, Jam Nagar House, Shahjahan Road, New Delhi-110011
Tel: (O) 011-23072651-52 Email: wasey27@gmail.com Website: www.nclm.nic.in

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن، وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْم وَعَلىٰ آلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْن.

زکوٰۃ کے مسائل

زکوٰۃ کے معنی:

زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی، بڑھوتری اور برکت کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر ۱۰۳) اُن کے مال سے زکوٰۃ لو تا کہ اُن کو پاک کرے اور بابرکت کرے اُس کی وجہ سے، اور دعا دے اُن کو۔ شرعی اصطلاح میں مال کے اُس خاص حصہ کو زکوٰۃ کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فقیروں محتاجوں وغیرہ کو دے کر انہیں مالک بنادیا جائے۔

زکوٰۃ کا حکم:

زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ قرآن کریم کی آیات اور حضور اکرم ﷺ کے ارشادات سے اِس کی فرضیت ثابت ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ جو شخص زکوٰۃ کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے، اور زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، جس پر آخرت میں سخت سزائیں دی جائیں گی اگر اللہ تعالیٰ نے اسے معاف نہیں فرمایا۔

زکوٰۃ کی فرضیت کب ہوئی:

زکوٰۃ کی فرضیت ابتداء اسلام میں ہی مکہ مکرمہ کے اندر نازل ہوچکی تھی، جیسا کہ مفسر قرآن ابن کثیرؒ نے سورۂ مزمل کی آیت فَاَقِيْمُوا الصَّلاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ سے استدلال فرمایا

ہے۔ کیونکہ یہ سورت مکی ہے اور بالکل ابتداء وحی کے زمانہ کی سورتوں میں سے ہے۔ البتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءِ اسلام میں زکوٰۃ کے لئے کوئی خاص نصاب یا خاص مقدار مقرر نہ تھی، بلکہ جو کچھ ایک مسلمان کی اپنی ضرورت سے بچ جاتا، اُس کا ایک بڑا حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاتا تھا۔ نصاب کا تعین اور مقدارِ زکوٰۃ کا بیان مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ہوا۔

زکوٰۃ نہ نکالنے پر وعید:

سورۃ التوبہ آیت نمبر ۳۴۔ ۳۵ میں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لئے بڑی سخت وعید بیان فرمائی ہے جو اپنے مال کی کما حقہ زکوٰۃ نہیں نکالتے۔ اُن کے لئے بڑے سخت الفاظ میں خبر دی ہے، چنانچہ فرمایا: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ جو لوگ سونا و چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ نہیں نکالتے) تو (اے نبی) آپ ان کو ایک بڑے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ دوسری آیت میں اُس دردناک عذاب کی تفصیل ذکر فرمائی کہ یہ دردناک عذاب اُس دن ہوگا جس دن سونے اور چاندی کو آگ میں تپایا جائے گا اور پھر اُس آدمی کی پیشانی، اُس کے پہلو اور اُس کی پشت کو داغا جائے گا اور اس سے یہ کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، آج تم اس خزانے کا مزہ چکھو، جو تم اپنے لئے جمع کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس انجام بد سے محفوظ فرمائے، آمین۔ آیت میں

"کَنَزْتُمْ" سے مراد وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مال میں زکوٰۃ کی رقم شامل ہو جائے (یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں کی گئی یا پوری زکوٰۃ نہیں نکالی بلکہ کچھ زکوٰۃ نکالی اور کچھ رہ گئی) تو وہ مال انسان کے لئے تباہی اور ہلاکت کا سبب ہے۔ (مجمع الزوائد) لہذا اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ ایک ایک روپے کا صحیح حساب کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے۔

زکواۃ کے فوائد:

زکوٰۃ ایک عبادت ہے اور اللہ کا حکم ہے۔ زکوٰۃ نکالنے سے ہمیں کوئی فائدہ ملے یا نہ ملے، اللہ کے حکم کی اطاعت بذات خود مقصود ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کا اصل مقصد اللہ کی اطاعت ہے، لیکن اللہ کا کرم ہے کہ جب کوئی بندہ زکوٰۃ نکالتا ہے تو اللہ اُس کو دنیاوی فوائد بھی عطا فرماتا ہے، اُن فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی باقی مال میں برکت، اضافہ اور پاکیزگی کا سبب بنتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم (سورۃ البقرہ۔۲۷۶) میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ سود کو مٹاتا ہے اور زکوٰۃ اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بندہ خرچ کرتا ہے (زکوٰۃ نکالتا ہے) تو فرشتے اُس کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! جو شخص اللہ کے راستے میں خرچ کر رہا ہے اس کو اور زیادہ عطا فرما، اور اے اللہ جس شخص نے اپنے مال کو روک کر رکھا ہے (یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کر رہا ہے) تو اے اللہ اس کے مال پر ہلاکت ڈال دے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم) اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی صدقہ کسی مال میں کمی نہیں کرتا ہے۔ (صحیح مسلم)

زکوٰۃ کس پر فرض ھے:

اُس مسلمان عاقل بالغ پرزکوٰۃ فرض ہے جو صاحبِ نصاب ہو۔ نصاب کا اپنی ضرورتوں سے زیادہ اور قرض سے بچا ہوا ہونا شرط ہے، نیز مال پر ایک سال کا گزرنا بھی ضروری ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جس کے پاس نصاب سے کم مال ہے، یا مال تو نصاب کے برابر ہے لیکن وہ قرض دار بھی ہے یا مال سال بھر تک باقی نہیں رہا، تو ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

زکوٰۃ کا نصاب:

52.5 تولہ چاندی یا 7.5 تولہ سونا یا اُس کی قیمت کا نقد روپیہ یا زیور یا سامانِ تجارت وغیرہ جس شخص کے پاس موجود ہے اور اُس پر ایک سال گزر گیا ہے تو اُس کو صاحبِ نصاب کہا جاتا ہے۔

زکوٰۃ کتنی ادا کرنی ھے:

اوپر ذکر کئے گئے نصاب پر صرف ڈھائی فیصد (2.5%) زکوٰۃ ادا کرنی ضروری ہے۔ شریعت اسلامیہ نے دنیا کے موجودہ نظام کی طرح آمدنی پر ٹیکس نہیں لگایا یعنی اگر آپ کی لاکھوں روپے کی آمدنی ہے لیکن وہ خرچ ہوجاتے ہیں تو کوئی زکوٰۃ واجب نہیں، بلکہ ضروریات زندگی سے بچنا، بچے ہوئے مال کا نصاب کو پہنچنا اور اس پر ایک سال کا گزرنا وجوب زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے۔

سامان تجارت میں کیا کیا داخل ھے:

مال تجارت میں ہر وہ چیز شامل ہے جس کو آدمی نے بیچنے کی غرض سے خریدا ہو۔ لہٰذا جو لوگ Investment کی غرض سے پلاٹ خرید لیتے ہیں اور شروع ہی سے یہ نیت ہوتی ہے

کہ جب اچھے پیسے ملیں گے تو اس کو فروخت کر کے اس سے نفع کمائیں گے، تو اس پلاٹ کی مالیت پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ لیکن پلاٹ اِس نیت سے خریدا کہ اگر موقع ہوا تو اس پر رہائش کے لئے مکان بنوالیں گے یا موقع ہوگا تو اس کو کرائے پر چڑھادیں گے یا کبھی موقع ہوگا تو اس کو فروخت کردیں گے یعنی کوئی واضح نیت نہیں ہے بلکہ ویسے ہی خرید لیا ہے، تو اس صورت میں اس پلاٹ کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

کس دن کی مالیت معتبر ہوگی؟

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اُس دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا جس دن آپ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اپنے مال کا حساب لگا رہے ہیں۔ یعنی زیورات کی زکوٰۃ میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت پرانے سونے کے بیچنے کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ یعنی آپ کے پاس جو زیورات موجود ہیں اگر ان کو مارکیٹ میں بیچیں تو وہ کتنے میں فروخت ہوں گے، اس قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

ہر ہر روپے پر سال کا گزرنا ضروری نہیں:

ایک سال مال پر گزر جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر سال ہر ہر روپے پر مستقل سال گزرے۔ یعنی گزشتہ سال رمضان میں اگر آپ ۵ لاکھ روپے کے مالک تھے، جس پر ایک سال بھی گزر گیا تھا۔ زکوٰۃ ادا کردی گئی تھی۔ اِس سال رمضان تک جو رقم آتی جاتی رہی اُس کا کوئی اعتبار نہیں، بس اِس رمضان میں دیکھ لیں کہ آپ کے پاس اب کتنی رقم ضروریات سے بچ گئی ہے، اور اُس رقم پر زکوٰۃ ادا کردیں۔ مثلاً اِس رمضان میں ٦ لاکھ روپے آپ کے پاس ضروریات سے بچ گئے ہیں تو ٦ لاکھ کا 2.5% زکوٰۃ ادا کردیں۔ ہاں

اگر کوئی قابل ذکر رقم روٹین کے علاوہ دستیاب ہوئی ہے تو اس کی زکوٰۃ اس کے سال مکمل ہونے پر ہی ادا کرنی ہوگی۔

زکوٰۃ اور رمضان:

زکوٰۃ کا رمضان میں ہی نکالنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر ہمیں صاحب نصاب بننے کی تاریخ معلوم ہے تو ایک سال گزرنے پر فوراً زکوٰۃ کی ادائیگی کر دینی چاہیئے خواہ کوئی سا بھی مہینہ ہو۔ مگر لوگ اپنے صاحب نصاب بننے کی تاریخ سے عموماً ناواقف ہوتے ہیں اور رمضان میں ایک نیکی کا اجر ستر گنا ملتا ہے تو اس لئے لوگ رمضان میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں اور پھر ہر سال رمضان میں ہی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ ایک سال مکمل ہونے سے قبل بھی نکالی جاسکتی ہے اور اگر کسی وجہ سے کچھ تاخیر ہو جائے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، لیکن قصداً تاخیر کرنا صحیح نہیں ہے۔

مستحقین زکوٰۃ یعنی زکوٰۃ کس کو ادا کریں ؟

اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ آیت نمبر ۶۰ میں ۸ مستحقین زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے:

(۱) فقیر یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ تھوڑا مال و اسباب ہے لیکن نصاب کے برابر نہیں۔

(۲) مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔

(۳) جو کارکن زکوٰۃ وصول کرنے پر متعین ہیں۔

(۴) جن کی دلجوئی کرنا منظور ہو۔

(۵) وہ غلام جس کی آزادی مطلوب ہو۔

(۶) قرضدار یعنی وہ شخص جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو اور اُس کے پاس قرض سے بچا ہوا

بقدر نصاب کوئی مال نہ ہو۔

(۷) اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا۔

(۸) مسافر جو حالت سفر میں تنگدست ہو گیا ہو۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے:

۱۔ اُس شخص کو جس کے پاس ضروریاتِ اصلیہ سے زائد بقدرِ نصاب مال موجود ہو۔

۲۔ سیّد اور بنی ہاشم۔ بنی ہاشم سے حضرت حارثؓ بن عبدالمطلب، حضرت جعفرؓ، حضرت عقیلؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کی اولاد مراد ہیں۔

۳۔ اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

۴۔ اپنے بیٹے، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

۵۔ کافر کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی ہے۔

نوٹ: بھائی، بہن، بھتیجہ، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، ساس، سسر، داماد وغیرہ میں سے جو حاجت منداور مستحق زکوٰۃ ہوں، انہیں زکوٰۃ دینے میں دوہرا ثواب ملتا ہے، ایک ثواب زکوٰۃ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔

زکوٰۃ سے متعلق چند متفرق مسائل:

☆ اگر کسی شخص کے پاس سونے یا چاندی کے علاوہ نقدی یا بینک بیلینس بھی ہے تو ان پر بھی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی، البتہ دو بنیادی شرطیں ہیں:

۱۔ نصاب کے مساوی یا زائد ہو۔

۲۔ ایک سال گزر گیا ہو۔

☆ Diamond پر زکوٰۃ واجب نہ ہونے پر امت مسلمہ متفق ہے، کیونکہ شریعت اسلامیہ نے اس کو قیمتی پتھروں میں شمار کیا ہے۔ہاں اگر یہ تجارت کی غرض کے لئے ہوں تو پھر نصاب کے برابر یا زیادہ ہونے کی صورت میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔

☆ زکوٰۃ جس کو دی جائے اُسے یہ بتانا کہ یہ مالِ زکوٰۃ ہے ضروری نہیں بلکہ کسی غریب کے بچوں کو عیدی یا کسی اور نام سے دیدینا بھی کافی ہے۔

☆ دینی مدارس میں غریب طالب علموں کے لئے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

☆ زکوٰۃ کی رقم کو مساجد، مدارس، ہسپتال، یتیم خانے اور مسافر خانے کی تعمیر میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ اگر عورت بھی صاحبِ نصاب ہے تو اُس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، البتہ اگر شوہر خود ہی عورت کی طرف سے بھی زکوٰۃ کی ادائیگی اپنے مال سے کردے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

سونے یا چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ

حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، اسی طرح مشہور ومعروف تابعین حضرت سعید بن جبیرؒ، حضرت عطاءؒ، حضرت مجاہدؒ، حضرت ابن سیرینؒ، امام زہریؒ، امام ثوریؒ، امام اوزاعیؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ قرآن وسنت کی روشنی میں عورتوں کے سونے یا چاندی کے استعمالی زیور پر وجوب زکوٰۃ کے قائل ہیں، اگر وہ زیور نصاب کے مساوی یا زائد ہو اور اس پر ایک سال بھی گزر گیا ہو، جس کے مختلف دلائل پیش کئے جاتے ہیں:

﴿۱﴾ قرآن وسنت کے وہ عمومی حکم جن میں سونے یا چاندی پر بغیر کسی (استعمالی یا غیر استعمالی) شرط کے زکوٰۃ واجب ہونے کا ذکر ہے اور ان آیات واحادیث شریفہ میں زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے پر سخت ترین وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ متعدد آیات واحادیث میں یہ عموم ملتا ہے، اختصار کی وجہ سے صرف ایک آیت اور ایک حدیث پر اکتفاء کرتا ہوں:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (سورۃ التوبہ ۳۴، ۳۵)

جو لوگ سونا یا چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ نہیں نکالتے) سو آپ ان کو ایک بڑے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے، جو اس روز واقع ہوگا کہ ان (سونے وچاندی) کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر ان سے لوگوں

کی پیشانیوں اوران کی کروٹوں اوران کی پشتوں کوداغا جائے گا۔اور یہ جتایاجائے گا کہ یہ وہ ہے جس کوتم اپنے واسطے جمع کرکے رکھتے تھے۔ سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔۔۔۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس مال کی زکوٰۃ اداکردی جائے وہ کنزتم (جمع کئے ہوئے) میں داخل نہیں ہے۔(ابوداود،مسنداحمد) غرضیکہ جس سونے وچاندی کی ادا نہیں کی جاتی ہے،کل قیامت کے دن وہ سونا وچاندی جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کوداغا جائے گا۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام مال اورسونے وچاندی کے زیورات پر زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے والا بنائے تاکہ اس دردناک عذاب سے ہماری حفاظت ہوجائے۔ آمین۔

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَايُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِیَ عَلَيْهَا فِی نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰی بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِيْنُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا رُدَّتْ اُعِيْدَتْ لَهُ فِی يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰی سَبِيْلَهُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ (مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فیمن لا یؤدی الزکوٰۃ)

حضوراکرم ﷺ نے ارشادفرمایا: کوئی شخص جوسونے یا چاندی کا مالک ہواوراس کا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو کل قیامت کے دن اس سونے وچاندی کے پترے بنائے جائیں گےاوران کوجہنم کی آگ میں ایسا تپایاجائے گا گویا کہ وہ خودآگ کے پترے ہیں۔ پھراس سے اس شخص کا پہلو، پیشانی اور کمر داغ دی جائے گی اور قیامت کے پورے دن

میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، بار بار اسی طرح تپا تپا کر داغ دیئے جاتے رہیں گے، یہاں تک کہ ان کے لئے جنت یا جہنم کا فیصلہ ہو جائے۔

اس آیت اور حدیث میں عمومی طور پر سونے یا چاندی پر زکوٰۃ کی عدم ادائیگی پر دردناک عذاب کی خبر دی گئی ہے خواہ وہ استعمالی زیور ہوں یا تجارتی سونا و چاندی۔ غرضیکہ قرآن کریم میں کسی ایک جگہ بھی استعمالی زیور کا استثنیٰ نہیں کیا گیا ہے۔

﴿۲﴾ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ساتھ اسکی بیٹی تھی جو دو سونے کے بھاری کنگن پہنے ہوئے تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس عورت سے کہا کہ کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس عورت نے کہا: نہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے کل قیامت کے دن آگ کے کنگن تمہیں پہنائے۔ تو اس عورت نے وہ دونوں کنگن اتار کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے پیش کر دئے۔ (ابو داود، کتاب الزکوٰۃ، باب الکنز ما ھو و زکوٰۃ الحلی ۔ مسند احمد۔ ترمذی۔ دار قطنی)

شارح مسلم امام نووی ؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

﴿۳﴾ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے ہاتھ میں چھلا دیکھ کر مجھ سے کہا کہ اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میں نے آپ کے لئے زینت حاصل کرنے کی غرض سے بنوایا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے کہا: کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو پھر یہ تمہیں جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔ (ابوداود ۱/ ۲۴۴، دار

قطنی)

محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ امام خطابیؒ نے (معالم السنن ۱۷۶/۳) میں ذکر کیا ہے کہ غالب گمان یہ ہے کہ چھلا تنہا نصاب کو نہیں پہونچتا، اس کے معنی یہ ہیں کہ اس چھلے کو دیگر زیورات میں شامل کیا جائے، نصاب کو پہونچنے پر زکوٰۃ کی ادائیگی کرنی ہوگی۔ امام سفیان ثوریؒ نے بھی یہی توجیہ ذکر کی ہے۔

﴿۴﴾ حضرت اسماء بنت زیدؓ روایت کرتی ہیں کہ میں اور میری خالہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ہم نے سونے کے کنگن پہن رکھے تھے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے کہا: کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم ڈرتی نہیں کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے آگ کے کنگن تمہیں پہنائے؟ لہذا ان کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (مسند احمد) محدثین کی ایک جماعت نے حدیث کو اس صحیح قرار دیا ہے۔

متعدد احادیث صحیحہ میں زیورات پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کا ذکر ہے، یہاں طوالت سے بچنے کے لئے صرف تین احادیث ذکر کی گئی ہیں۔

استعمالی زیور میں زکوٰۃ واجب نہ قرار دینے والا امت مسلمہ کا دوسرا مکتب فکر عموماً دو دلیلیں پیش کرتا ہے:

(۱) عقلی دلیل: اللہ تعالیٰ نے اسی مال میں زکوٰۃ کو واجب قرار دیا ہے جس میں بڑھوتری کی گنجائش ہو، جبکہ سونے اور چاندی کے زیورات میں بڑھوتری نہیں ہوتی۔۔۔ حالانکہ حقیقتاً زیورات میں بھی بڑھوتری ہوتی ہے چنانچہ سونے کی قیمت کے ساتھ زیورات کی قیمت میں بھی اضافہ ہوتا ہے، آج کل تو تجارت سے زیادہ **margin** سونے میں

موجود ہے۔

(۲) **چند احادیث و آثار صحابہ:** وہ سب کے سب ضعیف ہیں جیسا کہ شیخ ناصر الدین البانیؒ نے اپنی کتاب (ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل) میں دلائل کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

برصغیر کے جمہور علماء کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں یہی تحریر کیا ہے کہ استعمالی زیورات میں نصاب کو پہنچنے پر زکوٰۃ واجب ہے۔ سعودی عرب کے سابق مفتی شیخ عبدالعزیز بن بازؒ کی بھی قرآن وسنت کی روشنی میں یہی رائے ہے کہ استعمالی زیور پر واجب ہے۔

اصولی بات

موضوع بحث مسئلہ میں امت مسلمہ زمانۂ قدیم سے دو مکاتب فکر میں منقسم ہوگئی ہے، ہر مکتب فکر نے اپنے موقف کی تائید کے لئے احادیث نبویہ سے ضرور سہارا لیا ہے لیکن اس حقیقت کا کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی سونے یا چاندی پر زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں کسی ایک جگہ بھی استعمالی یا تجارتی سونے میں کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے۔ نیز استعمالی زیور کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ کرنے کے لئے کوئی غیر قابل نقد وجرح حدیث احادیث کے ذخیرہ میں نہیں ملتی ہے، بلکہ بعض احادیث صحیحہ استعمالی زیور پر زکوٰۃ واجب ہونے کی واضح طور پر رہنمائی کررہی ہیں۔ شیخ ناصر الدین البانیؒ جیسے محدث نے بھی ان میں سے بعض احادیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ نیز استعمالی زیور پر زکوٰۃ کے واجب قرار دینے کے لئے اگر کوئی حدیث نہ بھی ہو تو قرآن کریم کے عمومی حکم کی روشنی میں ہمیں ہر طرح کے سونے وچاندی پر زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے خواہ اس کا تعلق استعمال سے

ہو یانہیں، تاکہ کل قیامت کے دن رسوائی، ذلت اور دردناک عذاب سے بچ سکیں۔ نیز استعمالی زیور پر زکوٰۃ کے واجب قرار دینے میں غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور بیواؤں کا فائدہ ہے تاکہ دولت چند گھروں میں نہ سمٹے بلکہ ہم اپنے معاشرہ کو اس رقم سے بہتر بنانے میں مدد حاصل کریں۔

احتیاط

وہ مذکورہ بالا احادیث جن میں نبی اکرم ﷺ نے استعمالی زیور پر بھی وجوب زکوٰۃ کا حکم دیا ہے، ان کے صحیح ہونے پر محدثین کی ایک جماعت متفق ہے، البتہ بعض محدثین نے سند حدیث میں ضعف کا اقرار کیا ہے۔ لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ ہم استعمالی زیور پر بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کریں تاکہ زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے پر قرآن وحدیث میں جو سخت ترین وعیدیں وارد ہوئی ہیں ان سے ہماری حفاظت ہوسکے۔ نیز ہمارے مال میں پاکیزگی کے ساتھ اس میں نمو اور بڑھوتری اسی وقت پیدا ہوگی جب ہم مکمل زکوٰۃ کی ادائیگی کریں گے، کیونکہ زکوٰۃ کی مکمل ادائیگی نہ کرنے پر مال کی پاکیزگی اور بڑھوتری کا وعدہ نہیں ہے۔ نیز جو بعض صحابہ یا تابعین استعمالی زیور میں زکوٰۃ کے وجوب کے قائل نہیں تھے، ان کی زندگیوں کے احوال پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تو اپنی ضروریات کے مقابلے میں دوسروں کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں اپنی دنیا وآخرت کی کامیابی سمجھتے تھے اور اپنے مال کا ایک بڑا حصہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے تھے۔ تاریخی کتابیں ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہیں۔ اِس وقت امت مسلمہ کا بڑا طبقہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے بھی تیار نہیں ہے چہ جائیکہ دیگر صدقات وخیرات وتعاون سے اپنے غریب بھائیوں کی مدد کرے، لہذا

استعمالی زیور پر زکوٰۃ نکالنے میں ہی احتیاط ہے تاکہ ہم دنیا میں غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی مدد کر کے کل قیامت کے دن نہ صرف عذاب سے بچ سکیں، بلکہ اجر عظیم کے بھی مستحق بنیں۔

﴿چند وضاحتیں﴾

☆ اگر زیورات استعمال کے لئے نہیں ہیں بلکہ مستقبل میں کسی تنگ وقت میں کام آنے (مثلاً بیٹی کی شادی) کے لئے رکھے ہوئے ہیں یا سال سے زیادہ ہوگیا اور ان کا استعمال بھی نہیں ہوا، تو اس صورت میں سونے کے زیورات پر زکوٰۃ کے واجب ہونے پر تقریباً تمام علماء کرام کا اتفاق ہے، یعنی امت مسلمہ کا دوسرا مکتب فکر بھی متفق ہے۔

☆ زیورات کی زکوٰۃ میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت پرانے سونے کے بیچنے کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ یعنی آپ کے پاس جو سونا موجود ہے اگر اس کو مارکیٹ میں بیچیں تو وہ کتنے میں فروخت ہوگا اس قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

☆ Diamond پر زکوٰۃ واجب نہ ہونے پر امت مسلمہ متفق ہے، کیونکہ شریعت اسلامیہ نے اس کو قیمتی پتھروں میں شمار کیا ہے۔ ہاں اگر یہ تجارت کی غرض کے لئے ہوں تو پھر نصاب کے برابر یا زیادہ ہونے کی صورت میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔

☆ اگر کسی شخص کے پاس سونے یا چاندی کے علاوہ نقدی یا بینک بیلینس بھی ہے تو ان پر بھی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی، البتہ دو بنیادی شرطیں ہیں:

۱۔ نصاب کے مساوی یا زائد ہو۔

۲۔ ایک سال گزر گیا ہو۔

زمین کی پیداوار میں زکوٰۃ یعنی عُشر

خالق کائنات کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت زمین کی تخلیق ہے جس میں اللہ جل شانہ کے حکم سے بے شمار اناج، پھل پھول، سبزیاں اور طرح طرح کی نباتات پیدا ہوتی ہیں جن کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم واحسان ہے کہ اس نے زمین کو انسان کے تابع بنادیا اور اس میں قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی روزی کا عظیم ذخیرہ جمع کردیا۔

اللہ تعالیٰ نے مٹی کو پیداوار کے قابل بنایا اور پیداوار کے اگنے اور اس کے نشو ونما کے لئے بادلوں سے پانی برسا کر، پہاڑوں سے چشمے بہا کر اور زمین کے اندر پانی کے ذخیرے رکھ کر وافر مقدار میں پانی پیدا کردیا، نیز ہوا کے انتظام کے ساتھ روشنی وگرمی کا خاص نظم کیا تاکہ تمام انس وجن اور جاندار زمین کی پیداوار سے بھرپور فائدہ اٹھا کر زندگی کے ایام گزارتے رہیں۔

یقیناً زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے ہی نے زمین سے پیداواری کا یہ سارا انتظام کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: اَفَرَاَيْتُمْ مَا تَحْرُثُوْنَ ا اَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهُ اَمْ نَحْنُ الزَّارِعُوْنَ (سورۃ الواقعہ آیت نمبر ٦٣) اچھا یہ بتاؤ کہ جو کچھ تم زمین میں بوتے ہو، کیا اسے تم اگاتے ہو، یا اگانے والے ہم ہیں۔ یعنی تمہارا کام بس اتنا ہی تو ہے کہ تم زمین میں بیج ڈال دو اور محنت کرو۔ اس بیج کو پروان چڑھا کر کونپل کی شکل دینا، اور اسے درخت یا پودا بنا دینا اور اس میں تمہارے فائدے کے پھل یا غلے پیدا کرنا کیا تمہارے اپنے بس میں تھا؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو تمہارے ڈالے ہوئے بیج کو یہاں تک

پہنچا دیتا ہے۔

یقینی طور پر زمین کی پیداوار کا ہر ہر دانہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ اور حقیقی پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ انسان تو اللہ کی عظیم نعمتوں (مٹی کو پیداوار کے قابل بنانا، پانی، ہوا، گرمی وسردی اور روشنی کا انتظام وغیرہ) سے فائدہ اٹھائے بغیر ایک تنکا بھی زمین سے نہیں اگا سکتا۔ اس عظیم نعمت پر ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین سے ہمارے لئے عمدہ عمدہ غذاؤں کا انتظام کیا۔ شریعت اسلامیہ نے اظہار تشکر کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ زمین کی ہر پیداوار پر عشر یا نصف عشر (دسواں یا بیسواں حصہ) یعنی دس یا پانچ فیصد زکوٰۃ نکالیں تاکہ غریبوں اور محتاجوں کی ضرورتوں کی تکمیل ہوسکے۔

پیداوار کی زکوٰۃ کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: **وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوْشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوْشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفاً اُكُلُهُ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ، كُلُوْ مِنْ ثَمَرِهِ اِذَا اَثْمَرَ وَآتُوْا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْن.** (سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۱) اللہ وہ ہے جس نے باغات پیدا کئے جن میں سے کچھ (بیل دار ہیں جو) سہاروں سے اوپر چڑھائے جاتے ہیں اور کچھ سہاروں کے بغیر بلند ہوتے ہیں، اور نخلستان اور کھیتیاں پیدا کیں، جن کے ذائقے الگ الگ ہیں، اور زیتون اور انار پیدا کئے، جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں، اور ایک دوسرے سے مختلف بھی۔ جب یہ درخت پھل دیں تو ان کے پھلوں کو کھانے میں استعمال کرو، اور جب ان کی کٹائی کا دن آئے تو اللہ کا حق ادا کرو، اور فضول خرچی نہ کرو۔ یاد رکھو، وہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ، وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيْهِ اِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ، وَاعْلَمُو آ اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲٦۷) اے ایمان والو! جو کچھ تم نے کمایا ہو اور جو پیداوار ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہو اس کی اچھی چیزوں کا ایک حصہ (اللہ کے راستے میں) خرچ کیا کرو۔ اور یہ نیت نہ رکھو کہ بس ایسی خراب قسم کی چیزیں (اللہ کے نام پر) دیا کرو گے جو (اگر کوئی دوسرا تمہیں دے تو نفرت کے مارے) تم اسے آنکھیں میچے بغیر نہ لے سکو۔ اور یاد رکھو کہ اللہ بے نیاز ہے اور قابل تعریف ہے۔

قرآن کریم کے پہلے مفسر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فِيْمَا سَقَتِ الْاَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُوْرُ وَفِيْمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْر (صحیح مسلم، مسند احمد، نسائی، ابوداود) جو زمین دریا اور بادل سے سینچی جائے، اس کی پیداوار کا دسواں حصہ اور جو زمین کنویں سے سینچی جائے اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ (زکوٰۃ کے طور پر نکالا جائے)۔

قیامت تک آنے والی ساری انسانیت کے نبی حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَفِيْمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْر (صحیح بخاری، ترمذی، نسائی، ابوداود، ابن ماجہ) جو زمین آسمان، چشمہ اور تالاب کے پانی سے سینچی جائے اس کی پیداوار کا دسواں حصہ، اور جو زمین ڈول یا رہٹ کے ذریعہ سینچی جائے اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ (زکوٰۃ کے طور پر نکالا جائے)۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ زمین کی پیداوار پر دسواں یا بیسواں

حصہ (دس یا پانچ فیصد) زکوٰۃ میں دینا ضروری ہے، اگرچہ اس کی تفصیلات میں کچھ اختلافات ہیں۔(بدائع الصنائع) شیخ ابن قدامہؒ نے اپنی کتاب "المغنی" میں تحریر کیا ہے کہ زمین کی پیداوار میں زکوٰۃ کے وجوب کے سلسلہ میں امت کے درمیان کوئی اختلاف ہی نہیں ہے۔

عُشر کے معنی:

عشر کے اصل معنی دسویں حصہ کے ہیں، لیکن حضور اکرم ﷺ نے پیداوار کی زکوٰۃ کے متعلق جو تفسیر بیان فرمائی ہے، اس میں زمین کی دو قسمیں قرار دی ہیں۔

۱) اگر زمین بارانی ہو یعنی بارش یا ندی ونہر کے مفت پانی سے سیراب ہوتی ہے تو پیدوار میں عشر یعنی دسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا فرض ہے۔

۲) اگر زمین کو ٹیوب ویل وغیرہ سے خود سیراب کیا جاتا ہے تو نصف عشر (پانچ فیصد) یعنی بیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا فرض ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر مفت پانی سے سیراب ہوکر پیداوار ہوئی ہے تو دسواں حصہ (دس فیصد) ورنہ بیسواں حصہ (پانچ فیصد)۔

اگر زمین دونوں پانی (یعنی بارش وغیرہ اور ٹیوب ویل) سے سیراب ہوئی ہے تو اکثریت کا اعتبار ہوگا۔

فقہاء کی اصطلاح میں دونوں قسم پر عائد ہونے والی زکوٰۃ کو عشر ہی کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نصاب عُشر :

قرآن وحدیث کے عموم کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عشر کے لئے کوئی نصاب ضروری نہیں ہے بلکہ ہر پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے خواہ پیداوار کم ہو یا زیادہ۔یعنی عشر میں زکوٰۃ کی طرح کوئی نصاب ضروری نہیں کہ جس سے کم ہونے پر عشر ساقط ہوجائے۔اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں پھلوں،سبزیوں اور ترکاریوں پر بھی زکوٰۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) واجب ہے۔دیگر ائمہ اور امام محمدؒ و امام یوسفؒ کے نزدیک حدیث (لیس فیما دون خمسة اوسق صدقه) کی روشنی میں پانچ وسق (چھ کوئنٹل اور ۵۳ کیلو) سے اگر کم پیداوار ہو تو ایسے لوگوں پر عشر واجب نہیں ہے۔یعنی اگر چھ کوئنٹل اور ۵۳ کیلو سے کم گندم پیدا ہو تو اس پر عشر واجب نہیں۔

عُشر اور زکوٰۃ میں فرق:

پیداوار کی زکوٰۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) ہر پیداوار پر دی جائے گی،خواہ سال میں ایک سے زیادہ پیداوار ہوئی ہو،یعنی اگر ایک سے زیادہ مرتبہ پیداوار ہوئی ہے تو ہر مرتبہ عشر یا نصف عشر دیا جائے گا۔مال یا سونے وچاندی کی زکوٰۃ کے وجوب کے لئے ضروری ہے کہ وہ ضروریات سے بچا ہوا ہو،نصاب کو پہنچا ہوا ہو اور اس پر ایک سال گزر گیا ہو لیکن پیداوار کی زکوٰۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) کے لئے یہ تمام شرطیں ضروری نہیں ہیں۔غرضیکہ مال یا سونے وچاندی پر سال میں ایک ہی بار زکوٰۃ واجب ہوتی ہے،جبکہ سال میں دو پیداوار ہونے پر دو مرتبہ زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

پیداوار پر زکوٰۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) کی ادائیگی کے بعد اگر غلہ کئی سال تک بھی رکھا

رہے تو اس پر دوبارہ زکوٰۃ ضروری نہیں ہے، ہاں اگر غلہ بیچ دیا گیا تو اس سے حاصل شدہ مال پر ایک سال گزرنے اور نصاب کو پہنچنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

کھیت کی زمین پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی ہے چاہے جتنی قیمت کی ہو۔

بٹائی کی زمین کا عشر:

جس کے حصہ میں جتنی پیداوار آئے گی اس کے مطابق اس کی زکوٰۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) ادا کرنا ضروری ہے۔ مثلاً زمین مالک اور کھیتی کرنے والے کے درمیان آدھی آدھی پیداوار تقسیم ہوئی تو دونوں کو حاصل شدہ پیداوار پر زکوٰۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) ادا کرنا ضروری ہے۔

کٹائی کا خرچ اور عشر:

پیداوار کی زکوٰۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) تمام پیداوار سے نکالی جائے گی، اس میں کٹائی وغیرہ کے مصارف شامل نہیں کئے جاتے ہیں، مثلاً سو کوئنٹل گندم پیدا ہوئے، پانچ کوئنٹل گندم کٹائی میں اور دس کوئنٹل گاہنی (تھریشر) میں دے دیا گیا تو ۸۵ کوئنٹل پر نہیں بلکہ پوری پیداوار یعنی سو کوئنٹل پر زکوٰۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) ادا کرنی ہوگی۔

متفرق مسائل:

☆ پیداوار کی زکوٰۃ میں جو حصہ ادا کرنا واجب ہے مثلاً ایک کوئنٹل گندم تو گندم کے بجائے اگر اس کی قیمت دے دی جائے تو بھی جائز ہے۔ (شامی)

☆ اگر رہائشی مکان کے ارد گرد یا اس کے صحن میں کسی پھل مثلاً امرود کا پیڑ لگا لیا یا معمولی سی کھیتی کر لی تو اس پر زکوٰۃ (یعنی عشر یا نصف عشر) واجب نہیں ہے۔ (شامی)

☆ ہندوستان کی آراضی عام طور پر عشری ہیں، یعنی پیداوار کا دس یا پانچ فیصد مستحقین زکوٰۃ کو ادا کرنا چاہئے۔ مولانا عبدالصمد رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے کہ ہندوستانی آراضی کی کل تیرہ صورتیں ہیں، جن میں سے دس میں اصولاً عشر یا نصف عشر واجب ہوتا ہے اور تین میں احتیاطاً عشر یا نصف عشر ادا کرنا چاہئے۔ (جدید فقہی مسائل۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب)

☆ ہندوستان کی آراضی میں پیداوار پر زکوٰۃ کے سلسلہ میں بعض علماء کا اختلاف بھی ہے مگر قرآن کریم کی آیات واحادیث کے عموم کی وجہ سے احتیاط اسی میں ہے کہ ہر پیداوار کا دس یا پانچ فیصد مستحقین زکوٰۃ کو ادا کیا جائے۔

کھیتی کی زکوٰۃ کے مستحقین بھی مستحقینِ زکوٰۃ کی طرح ۸ ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ آیت نمبر ۶۰ میں ۸ مستحقین زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے:

(۱) فقیر یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ تھوڑا مال واسباب ہے لیکن نصاب کے برابر نہیں۔ (۲) مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ (۳) جو کارکن زکوٰۃ وصول کرنے پر متعین ہیں۔ (۴) جن کی دلجوئی کرنا منظور ہو۔ (۵) وہ غلام جسکی آزادی مطلوب ہو۔ (۶) قرضدار یعنی وہ شخص جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو اور اُس کے پاس قرض سے بچا ہوا بقدر نصاب کوئی مال نہ ہو۔ (۷) اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا۔ (۸) مسافر جو حالت سفر میں تنگدست ہو گیا ہو۔

قرض حسن اور انفاق فی سبیل اللہ کا بھترین بدلہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل سلیم عطا فرما کر اور اسے اشرف المخلوقات قرار دے کر دنیا میں بھیجا۔ عقل کی ہدایت اور نگہبانی کے لئے اس کو شریعت کی روشنی سے نوازا تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کرے اور ایک نیک وصالح اور منصفانہ معاشرہ کی تعمیر کا کام انجام دے۔ اسی مقصد کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے روزِ اول سے انبیاء ورسل دنیا میں بھیجے۔ اور یہ سلسلہ خاتم الانبیاء حضور اکرم ﷺ پر ختم ہوا، جن کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے تمام انس وجن کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت واطاعت کا مکلّف کرتے ہوئے، اس روئے زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کیا تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کی شریعت پر عمل کرے اور ایک منصفانہ سماج کی تشکیل کے لئے کوشاں رہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے یقیناً جسمانی ومالی دونوں طرح کی قربانی درکار ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (سورۂ آل عمران ۹۲) جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کروگے ہرگز بھلائی نہیں پاؤگے۔ اسی مالی تعاون کے ضمن میں آج قرض حسن ہمارا موضوع ہے۔ قرض کے معنی کی تفصیل بعد میں آرہی ہے، جبکہ حسن کے معنی بہتر، خوبصورت اور اچھے کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی چھ آیات میں بارہ مقامات پر قرض کا ذکر فرمایا ہے اور ہر آیت میں قرض کو حسن کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ (سورۂ ہود ۱) یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی

آیتیں محکم کی گئی ہیں، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے ﴾ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا ہر ہر لفظ اپنے اندر متعدد مفاہیم رکھتا ہے، ان مفاہیم کو قرن اول سے مفسرین قلم بند کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ کل قیامت تک جاری رہے گا ان شاء اللہ۔

سب سے قبل قرض کے معنی سمجھیں: قرض کے لغوی معنی کاٹنے کے ہیں، یعنی اپنے مال میں سے کچھ مال کاٹ کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا کئی گنا بدلہ عطا فرمائے گا۔ محتاج لوگوں کی مدد کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو مال غریبوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کو دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں کئی کئی گنا اضافہ فرماتا ہے، کبھی ظاہری طور پر، کبھی معنوی وروحانی طور پر اس میں برکت ڈال دیتا ہے، اور آخرت میں تو یقیناً اس میں حیران کن اضافہ ہوگا۔

قرض حسن سے متعلق ٦ آیات قرآنیہ :

مَنْ ذَا الَّذِی یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضاً حَسَناً فَیُضَاعِفَهُ لَهُ اَضْعَافاً كَثِیْرَةً وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْصُطُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (سورۃ البقرۃ ۲۴۵)

کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے تاکہ اللہ تعالیٰ اُسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرے، مال کا گھٹانا اور بڑھانا سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے، اور اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضاً حَسَناً لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّئَاتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ (سورۃ المائدۃ ۱۲)

اورتم اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دیتے رہے تو یقین رکھو کہ میں تمہاری برائیاں تم سے دور کردوں گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

مَنْ ذَا الَّذِی یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضاً حَسَناً فَیُضَاعِفَہُ لَہُ وَلَہُ اَجْرٌ کَرِیْمٌ (سورۃ الحدید ۱۱) کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے بڑھا چڑھا کر واپس کرے۔اوراس کے لئے بہترین اجر ہے۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰہَ قَرْضاً حَسَناً یُضَاعَفُ لَھُمْ وَلَھُمْ اَجْرٌ کَرِیْمٌ (سورۃ الحدید ۱۸) مردوں اور عورتوں میں سے جو لوگ صدقات دینے والے ہیں، اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دیا ہے، ان کو یقیناً کئی گنا بڑھا کر دیا جائے گا، اور ان کے لئے بہترین اجر ہے۔

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضاً حَسَناً یُّضَاعِفْہُ لَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ (سورۃ التغابن ۱۷) اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو تو وہ تمہیں کئی گنا بڑھا کر دے گا، اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑا قدردان اور بردبار ہے۔

وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضاً حَسَناً وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْراً وَّاَعْظَمُ اَجْراً (سورۃ المزمل ۲۰) اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو، جو کچھ نیک اعمال تم اپنے لئے آگے بھیجو گے، اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے، وہی زیادہ بہتر ہے، اور اس کا اجر بہت بڑا ہے۔

قرض حسن سے کیا مراد ھے ؟

قرآن کریم میں استعمال ہوئی اس اصطلاح (قرض حسن) سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں

خرچ کرنا،غریبوں اورمحتاجوں کی مدد کرنا، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کرنا،مقروضین کے قرضوں کی ادائیگی کرنا، نیزاپنے بچوں پرخرچ کرنا مراد ہےغرضیکہ انسانیت کے کام آنے والی تمام شکلیں اس میں داخل ہیں،جیسا کہ مفسرین قرآن نے اپنی تفسیروں میں تحریرفرمایا ہے۔اسی طرح قرض حسن میں یہ شکل بھی داخل ہے کہ کسی پریشان حال شخص کواس نیت کے ساتھ قرض دیا جائے کہ اگر وہ اپنی پریشانیوں کی وجہ سے واپس نہ کرسکا تو اس سے مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

اللّٰہ نے بندوں کی ضرورت میں خرچ کرنے کو قرض حسن سے کیوں تعبیر کیا ؟

اللہ تعالیٰ نےمحتاج بندوں کی ضرورتوں میں خرچ کرنے کواللہ تعالیٰ کو قرض دینا قراردیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، وہ نہ صرف مال ودولت اورساری ضرورتوں کا پیدا کرنے والا ہے، بلکہ وہ تو پوری کائنات کا خالق، مالک اور رازق ہے،ہم سب اسی کےخزانے سے کھا پی رہے رہیں، تاکہ ہم بڑھ چڑھ کرانسانوں کے کام آئیں،یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کی کفالت کریں،غریب محتاجوں کے لئے روٹی کپڑا اور مکان کے انتظام کے ساتھ ان کی دینی وعصری تعلیمی ضرورتوں کو پورا کرنے میں ایک دوسرے سے مسابقت کریں،جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کومعاف فرمائے،دونوں جہاں میں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے اوراپنے مہمان خانہ جنت الفردوس میں مقام عطافرمائے۔آمین۔

حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب قرض حسن سے متعلق آیت قرآن کریم میں نازل ہوئی تو حضرت ابوالدحداحؓ انصاری حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض طلب فرماتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔وہ عرض کرنے لگے: اپنا دست مبارک مجھے پکڑا دیجئے (تاکہ میں آپ ﷺ کے دست مبارک پر ایک عہد کروں)۔حضور اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔حضرت ابوالدحداحؓ انصاری نے معاہدہ کے طور پر حضور اکرم ﷺ کا ہاتھ پکڑ کرعرض کیا یارسول اللہ! میں نے اپنا باغ اپنے اللہ کو قرض دے دیا۔ان کے باغ میں کھجور کے ۶۰۰ درخت تھے،اوراسی باغ میں ان کے بیوی بچے رہتے تھے۔یہاں سے اٹھ کر اپنے باغ گئے اور اپنی بیوی ام الدحداحؓ سے آواز دے کر کہا کہ چلواس باغ سے نکل چلو، یہ باغ میں نے اپنے رب کو دیدیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

یہ ہے وہ قیمتی سودا جو حضرت ابوالدحداحؓ نے کیا،ان کے پاس دو باغ تھے،ان میں سے ایک باغ بہت قیمتی تھا جس میں کھجور کے ۶۰۰ درخت تھے،جس کو وہ خود بھی بہت پسند کرتے تھے اوراسی میں وہ اوران کے بچے رہتے تھے،لیکن مذکورہ آیت کے نزول کے بعد یہ قیمتی باغ ضرورت مند لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کو قرض دے دیا۔ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں چاہے خود ان کو کتنی ہی سخت حاجت ہو (سورہ الحشر ۹)۔

قرآن میں قرض حسن کے مختلف بدلے :

۱) فَيُضَاعِفَهُ لَهُ اَضْعَافاً كَثِيْرَةً / فَيُضَاعِفَهُ لَهُ / يُضَاعَفُ لَهُمْ / يُضَاعِفْهُ لَكُمْ دنیا میں بہترین بدلہ۔

۲) وَلَهُ اَجْرٌ كَرِيْمٌ / وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ دنیاوآخرت میں بہترین بدلہ۔

۳) تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْراً وَّاَعْظَمُ اَجْراً آخرت میں عظیم بدلہ۔

۴) لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ / وَيَغْفِرُ لَكُمْ گناہوں کی معافی۔

۵) وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ جنت میں داخلہ۔

اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والوں کی مثالیں:

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ قرض حسن سے مراد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بندوں کی مدد کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے چند فضائل تحریر ہیں:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِىْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (سورۃ البقرہ ۲۶۱)

جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ

جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (سورۃ البقرہ ۲۶۵)

ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں دل کی خوشی اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں اس باغ جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو، اور زوردار بارش اس پر برسے اور وہ اپنا پھل دگنا لاوے اور اگر اس پر بارش نہ بھی برسے تو پھوار ہی کافی ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

جس قدر خلوص کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کریں گے، اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا اجروثواب زیادہ ہوگا۔ ایک ریال بھی اگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کسی محتاج کو دیا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ ۷۰۰ گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب دے گا۔ مذکورہ بالا آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی دو صفات ذکر کی گئی ہیں: وسیع اور علیم۔ یعنی اس کا ہاتھ تنگ نہیں ہے کہ جتنے اجر کا عمل مستحق ہے وہ ہی دے، بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ دے گا۔ دوسرے یہ کہ وہ علیم ہے کہ جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے اور جس جذبہ سے کیا جاتا ہے، اس سے بے خبر نہیں ہے بلکہ اس کا اجر ضرور دے گا۔

قرض حسن اور انفاق فی سبیل اللہ کس کو دیں؟

جن حضرات کو قرض حسن اور صدقات دئے جا سکتے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

غریب رشتہ دار، یتیم، بیوہ، فقیر، مسکین، سائل، قرضدار یعنی وہ شخص جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو، اور وہ مسافر جو حالت سفر میں تنگدست ہو گیا ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

آتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلَ

وَالسَّائِلِيْنَ (سورۃ البقرہ ۱۷۷)

جو مال سے محبت کرنے کے باوجود رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے۔

وَفِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (سورۃ الذاریات ۱۹)

ان کے مال میں مانگنے والے اور محروم کا حق ہے۔

قرض حسن اور انفاق فی سبیل اللّٰہ میں پسندیدہ چیزیں خرچ کریں:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (سورۃ آل عمران ۹۲)

جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرو گے ہرگز بھلائی نہیں پاؤ گے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ (سورۃ البقرۃ ۲۶۷)

اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے خرچ کرو۔

جب ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہؓ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے محبوب چیز کے خرچ کرنے کا ذکر فرمایا ہے، اور مجھے ساری چیزوں میں اپنا باغ (بَیر حَاء) سب سے زیادہ محبوب ہے، میں اس کو اللہ کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور اس کے اجر و ثواب کی اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے طلحہؓ! تم نے بہت ہی نفع کا سودا کیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا باغ جو اتنی بڑی مالیت کا ہے وہ صدقہ ہے اور اگر میں اس کی طاقت رکھتا

کہ کسی کو اس کی خبر نہ ہوتو ایسا ہی کرتا، مگر یہ ایسی چیز نہیں ہے جو مخفی رہ سکے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر فاروقؓ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ مجھے اپنے تمام مال میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ مال خیبر کی زمین کا حصہ ہے، میں اُسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے وقف کردو۔ اصل روک لو، اور پھل وغیرہ اللہ کی راہ میں دے دو۔ (بخاری، مسلم)

حضرت محمد بن منکدرؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زید بن حارثہؓ کے پاس ایک گھوڑا تھا جو ان کو اپنی ساری چیزوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا۔ (اُس زمانہ میں گھوڑے کی حیثیت تقریباً وہی تھی جو اِس زمانہ میں گاڑی کی ہے) وہ اس کو لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ صدقہ ہے، حضور اکرم ﷺ نے قبول فرمالیا اور لے کر ان کے صاحبزادہ حضرت اسامہؓ کو دیدیا۔ حضرت زیدؓ کے چہرہ پر کچھ گرانی کے آثار ظاہر ہوئے (کہ گھر میں ہی رہا، باپ کے بجائے بیٹے کا ہوگیا) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا صدقہ قبول کرلیا، اب میں چاہے اس کو تمہارے بیٹے کو دوں یا کسی اور رشتہ دار کو یا اجنبی کو۔

☆ غرضیکہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اپنی اپنی محبوب چیزیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیں، جن کو نبی اکرم ﷺ نے ضرورت مند لوگوں کے درمیان تقسیم کیں۔

وضاحت: صحابہ کرام کی تربیت خود حضور اکرم ﷺ نے فرمائی تھی، اور ان کا ایمان

اور توکل کامل تھا، لہذا ان کے لئے اپنی پسندیدہ چیزوں کا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا بہت آسان تھا، جیسا کہ صحابہ کرام کے واقعات تاریخی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ جنگ خیبر کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا اپنا سارا سامان اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا، حضرت عثمان غنی ؓ کا ہر ضرورت کے وقت اپنے مال کے وافر حصہ کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرنا، وغیرہ وغیرہ۔

آج ہم ایمان وعمل کے اعتبار سے کمزور ہیں اور اگر ہم ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ کا مصداق بظاہر نہیں بن سکتے ہیں تو کم از کم ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ پر عمل کر کے اپنی روزی صرف حلال طریقہ سے حاصل کرنے پر اکتفاء کریں اور اسی حلال رزق میں سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ضرورت مند لوگوں پر خرچ کریں۔

اللّٰہ کے راستے میں اعلانیہ بھی قرض حسن اور صدقات دئے جا سکتے ہیں:

قرض حسن اور صدقات میں اصل پوشیدگی مطلوب ہے یعنی چپکے سے کسی محتاج کی مدد کرنا، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ بہت محبت کرتا ہے۔۔۔ ان میں سے ایک شخص وہ بھی ہے جو کسی شخص کی اس طرح مدد کرے کہ اللہ تعالیٰ اور سائل کے علاوہ کسی کو خبر تک نہ ہو۔ (ترمذی، نسائی)

نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سات لوگ اللہ کے عرش کے سائے

میں ہوں گے، ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو اس طرح صدقہ کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (بخاری، مسلم)

اس کے باوجود کہ انفاق فی سبیل اللہ میں شریعت اسلامیہ نے چھپ کر دینے کی خصوصی تعلیمات دی ہیں، لیکن بعض مواقع پر اعلانیہ خرچ کرنے میں بھی مصلحت ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے، جن میں سے بعض آیات یہ ہیں:

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلانِيَةً .... (سورۃ البقرۃ ۲۷۴) جولوگ اپنے مالوں کو رات دن چھپ کر اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں، ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے۔ اور نہ انہیں خوف ہے اور نہ غمگینی۔

وَاَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَّعَلانِيَةً .... اُولٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ (سورۃ الرعد ۲۲) جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اسے چھپ کر اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں۔۔ ان ہی کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔

وَاَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَّعَلانِيَةً يَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ (سورۃ الفاطر ۲۹)

جو کچھ ہم نے انہیں عطا فرمایا ہے اس میں سے چھپ کر اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں۔ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہیں ہوگی۔

ان مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ ہم اعلانیہ بھی اللہ تعالیٰ کے بندوں کی مدد کر سکتے ہیں، جبکہ دیگر آیات واحادیث میں چھپ کر اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔۔۔ علماء کرام نے ان آیات واحادیث کے ظاہری اختلاف کے درمیان کچھ اس طرح تطبیق کی ہے کہ زکوۃ کی ادائیگی اعلانیہ ہونی چاہئے، تا کہ اس سے دوسروں کو بھی رغبت ملے، اور

زکوٰۃ کی ادائیگی سے متعلق دوسروں کے شک وشبہات بھی دور ہو جائیں۔ لیکن صدقات اورقرض حسن کی عموماً ادائیگی چھپ کر ہی ہونی چاہیئے۔

مگراس حکمت بالغہ کے باوجود نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں بے شمار مرتبہ زکوٰۃ کے علاوہ دیگر صدقات بھی اعلانیہ جمع کئے گئے ہیں۔ نیز اعلانیہ خرچ کرنے سے بچنے کی اصل حکمت یہ ہے کہ ریا اور شہرت مطلوب نہ ہو جائے، کیونکہ ریا، شہرت اور دکھاوا اعمال کی بربادی کے اسباب میں سے ہیں۔ لہذا خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے غریب، محتاج، یتیم اور بیواؤں کی مدد کے لئے اگر کسی پروگرام میں اعلانیہ قرض حسن دیا جائے، تو ان شاءاللہ یہ دکھاوے میں نہیں آئے گا کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو کام بھی کھلم کھلا کیا جائے وہ ریا ہی ہو، بلکہ دوسروں کو ترغیب دینے کے لئے بھی وقتاً فوقتاً اس طرح کے پروگرام منعقد ہونے چاہئیں، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں جنگوں کے موقعوں پر اعلانیہ صدقات جمع کئے جاتے تھے۔ اگر صدقات اور قرض حسن میں اللہ جل شانہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا اصل مطلوب ومقصود ہو تو کسی مصلحت سے اس کا اعلان بھی کیا جائے تو وہ ان شاءاللہ ریا میں داخل نہیں ہوگا۔

قرض حسن یا انفاق فی سبیل اللہ کو ضائع کرنے والے اسباب:

۱) اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول مطلوب نہ ہو۔

۲) ریا یعنی شہرت مطلوب ہو۔

۳) احسان جتانا مقصود ہو۔

۴) قرض حسن یا صدقہ دے کر لینے والے کو طعنہ وغیرہ دے کر تکلیف پہونچائی جائے۔
لہذا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کسی کی مدد کی جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

يَا اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَاتُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذَى كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ (سورۂ البقرۃ ۲۶۴) اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو، جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا اَذًى (سورۂ البقرۃ ۲۶۲) جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ تو احسان جتاتے ہیں نہ ایذا دیتے ہیں، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، ان پر نہ تو کچھ خوف ہے نہ وہ اداس ہوں گے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ (سورۂ البقرہ ۲۶۵) ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں دل کی خوشی سے خرچ کرتے ہیں۔

تنگ دستی اور حاجت کے وقت میں بھی اللّٰہ کی راہ میں خرچ کریں:

قرض حسن یا صدقات کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ہم بڑی رقم ہی خرچ کریں یا اسی وقت لوگوں کی مدد کریں جب ہمارے پاس دنیاوی مسائل بالکل ہی نہ ہوں بلکہ تنگ دستی کے ایام میں بھی حسب استطاعت لوگوں کی مدد کرنے میں ہمیں کوشاں رہنا چاہئے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يُنفِقُوْنَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ (سورہ آل عمران ۱۳۴) جو محض خوشحالی میں ہی نہیں بلکہ تنگ دستی کے موقع پر بھی خرچ کرتے ہیں۔ان کے رب کی طرف سے اس کے بدلہ میں گناہوں کی معافی ہے اور ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

آتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلَ وَالسَّائِلِيْنَ (سورۃ البقرہ ۱۷۷) جو مال سے محبت کرنے کے باوجود رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے۔مفسرین نے تحریر کیا ہے کہ مال کی محبت سے مراد مال کی ضرورت ہے۔یعنی ہمیں مال کی ضرورت ہے، اس کے باوجود ہم دوسروں کی مدد کے لئے کوشاں ہیں۔

نبی اکرم ﷺ سے سب سے بہتر صدقہ کے متعلق سوال کیا گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: اس حال میں بھی خرچ کرو کہ تم صحیح سالم ہو اور زندگی کی توقع بھی ہو، اپنے غریب ہوجانے کا ڈر اور اپنے مالدار ہونے کی تمنا بھی ہو۔یعنی تم اپنی ضرورتوں کے ساتھ دوسروں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی فکریں کرو۔ (بخاری، مسلم)

قرض حسن یا انفاق فی سبیل اللّٰہ سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی ہے۔ (مسلم)

کسی کی مدد کرنے سے بظاہر مال میں کمی تو واقع ہوتی ہے، لیکن درحقیقت اس سے مال میں کمی نہیں ہوتی ہے، بلکہ آخرت میں بدلہ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دنیا میں بھی عطا فرماتا ہے، جیسا کہ قرآن کی آیات اور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات میں تفصیل سے

مذکور ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کے فضائل:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے اوپر تین دن گزر جائیں اس حال میں کہ میرے پاس اس میں سے کچھ بھی باقی رہے، سوائے اس کے کہ کوئی چیز قرض کی ادائیگی کے لئے رکھ لی جائے۔ (بخاری، مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزانہ صبح کے وقت ۲ فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ ایک دعا کرتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما۔ دسرا دعا کرتا ہے: اے اللہ! مال کو روک کر رکھنے والے کے مال کو برباد کر۔ (بخاری، مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے دو انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہوتی ہیں۔ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسکین اور بیوہ عورت کی مدد کرنے والا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ (بخاری، مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو ضرورت کے وقت کپڑا پہنائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے سبز لباس پہنائے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کچھ کھلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی ایسی شراب پلائے گا، جس پر مہر لگی ہوئی ہوگی۔ (ابوداود، ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں اپنے کمزوروں کے طفیل سے رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہارا خادم تمہارے لئے کھانا بنا کر لائے تو اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاؤ یا اس کھانے میں سے کچھ دیدو، اس لئے کہ آگ کی تپش اور دھوئیں کی تکلیف تو اس نے برداشت کی ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ کچھ مانگنے کے لئے میرے پاس آئی۔ میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا، جو میں نے اس عورت کو دے دی، اس عورت نے وہ کھجور دونوں بیٹیوں کو تقسیم کر دی اور خود نہیں کھائی۔ نبی اکرم ﷺ کے تشریف لانے پر میں نے اس واقعہ کا ذکر فرمایا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کا بیٹیوں کی وجہ سے امتحان لیا جائے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو یہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم کی آگ سے آڑ بنیں گی۔ (بخاری، مسلم)

☆ معلوم ہوا کہ تمام نبیوں کے سردار حضور اکرم ﷺ کی خواہش ہے کہ ہم اپنے مال ودولت کی ایک مقدار محتاج، غریب، مساکین اور یتیم و بیواؤں پر خرچ کریں۔

خلاصہ بحث:

اللہ تعالیٰ نے مال ودولت کو انسان کی ایسی دنیاوی ضرورت بنائی ہے کہ عموماً اس کے بغیر انسان کی زندگی دوبھر رہتی ہے۔ مال ودولت کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو جائز کوششیں کرنے کا مکلّف تو بنایا ہے مگر انسان کی جدوجہد اور دوڑ دھوپ کے باوجود اس کی عطا اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیار میں رکھی ہے، چاہے تو وہ کسی کے رزق میں کشادگی کر دے

اور چاہے تو کسی کے رزق میں تمام دنیاوی اسباب کے باوجود تنگی پیدا کر دے۔

مال ودولت کے حصول کے لئے انسان کو خالق کائنات نے یوں ہی آزاد نہیں چھوڑ دیا کہ جیسے چاہو کماؤ، کھاؤ۔ بلکہ اس کے اصول وضوابط بنائے تا کہ اس دنیاوی زندگی کا نظام بھی صحیح چل سکے اور اس کے مطابق آخرت میں جزا وسزا کا فیصلہ ہو سکے۔ انہیں اصول وضوابط و شریعت کہا جاتا ہے جس میں انسان کو یہ رہنمائی بھی دی جاتی ہے کہ مال کس طرح کمایا جائے اور کہاں کہاں خرچ کیا جائے۔

اپنے اور بال وبچوں کے اخراجات کے بعد شرائط پائے جانے پر مال ودولت میں زکوٰۃ کی ادائیگی فرض کی گئی ہے۔ اسلام نے زکوٰۃ کے علاوہ بھی مختلف شکلوں سے محتاج لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی ترغیب دی ہے تا کہ جس معاشرہ میں ہم رہ رہے ہیں اس میں ایک دوسرے کے رنج وغم میں شریک ہوسکیں۔ انہیں شکلوں میں سے ایک شکل قرض حسن بھی ہے کہ ہم غریبوں اور محتاجوں کی مدد کریں، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کریں، مقروضین کے قرضوں کی ادائیگی کریں اور آپس میں ایک دوسرے کو ضرورت کے وقت قرض دیں، تا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ہمارے مال میں اضافہ کرے اور آخرت میں بھی اس کا اجر وثواب دے۔

عزیز بھائیو! اس فانی دنیاوی زندگی کا اصل مطلوب ومقصود اخروی زندگی میں کامیابی حاصل کرنا ہے، جہاں ہمیں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے، موت کو بھی وہاں موت آجائیگی، اور جہاں کی کامیابی ہمیشہ کی کامیابی وکامرانی ہے۔ لہذا ہم:

۱) اللہ تعالیٰ کے احکامات نبی اکرم ﷺ کے طریقہ پر بجا لائیں۔

۲) صرف حلال رزق پر اکتفاء کریں، خواہ بظاہر کم ہی کیوں نہ ہو۔

۳) حتی الامکان مشتبہ چیزوں سے بچیں۔

۴) زکوٰۃ کے واجب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کریں۔

۵) اپنے اور بال وبچوں کے اخراجات کے ساتھ وقتاً فوقتاً قرض حسن اور مختلف صدقات کے ذریعہ محتاج لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

۶) اس بات کا ہمیشہ خیال رکھیں کہ کل قیامت کے دن ہمارے قدم ہمارے پروردگار کے سامنے سے ہٹ نہیں سکتے جب تک کہ ہم مال کے متعلق سوالات کا جواب نہ دے دیں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔

AUTHOR'S BOOKS

IN URDU LANGUAGE:

حج مبرور، مختصر حج مبرور، حی علی الصلاۃ، عمرہ کا طریقہ، تحفۂ رمضان، معلومات قرآن، اصلاحی مضامین جلد ۱،
اصلاحی مضامین جلد ۲، قرآن وحدیث: شریعت کے دو اہم ماخذ، سیرت النبی ﷺ کے چند پہلو،
زکوۃ وصدقات کے مسائل، فیملی مسائل، حقوق انسان اور معاملات، تاریخ کی چند اہم شخصیات، علم وذکر

IN ENGLISH LANGUAGE:

Quran & Hadith - Main Sources of Islamic Ideology
Diverse Aspects of Seerat-un-Nabi
Come to Prayer, Come to Success
Ramadan - A Gift from the Creator
Guidance Regarding Zakat & Sadaqaat
A Concise Hajj Guide
Hajj & Umrah Guide
How to perform Umrah?
Family Affairs in the Light of Quran & Hadith
Rights of People & their Dealings
Important Persons & Places in the History
An Anthology of Reformative Essays
Knowledge and Remembrance

IN HINDI LANGUAGE:

क़ुरान और हदीस - इस्लामी आइडियोलॉजी के मैन सोर्स
सीरतुन नबी के मुख़्तलफि पहलू
नमाज़ के लिए आओ, सफलता के लिए आओ
रमज़ान - अल्लाह का एक उपहार
ज़कात और सदक़ात के बारे में गाइडेंस
हज और उमराह गाइड
मुख़्तसर हज्जे मबरूर
उमरह का तरीका
पारविारकि मामले क़ुरान और हदीस की रोशनी में
लोगों के अधकिार और उनके मामलात
महत्वपूर्ण वयक्ति और स्थान
सुधारात्मक निबंध का एक संकलन
इल्म और जिक्र

First Islamic Mobile Apps of the world in 3 languages
(Urdu, Eng.& Hindi) in iPhone & Android by Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

DEEN-E-ISLAM HAJJ-E-MABROOR